بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Regd S. No. 1411

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

فی پرچہ ۱

# المصلح

ہفتہ

رجب سنہ ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبد القادر بی۔اے

جلد ۷ | ۱۳ امان ۱۳۳۳ھش ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۵۴ء | نمبر ۵۹

## چوہدری اسد اللہ خان صاحب شیخ بشیر احمد صاحب اور ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب کی کار کو حادثہ

### ہر سہ اصحاب کو شدید چوٹیں آئیں احباب صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں

لاہور ۱۲ مارچ بذریعہ فون اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر قاتلانہ حملہ کی اطلاع سن کر ۱۰ مارچ اور ۱۱ مارچ کی درمیانی شب کو مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور مکرم شیخ بشیر احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب لاہور سے بذریعہ کار ربوہ جا رہے تھے۔ چنیوٹ کے قریب ان کی کار کو ایک حادثہ پیش آیا جس کے نتیجے میں ان ہر سہ اصحاب کو شدید چوٹیں آئیں۔ مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب کی دو پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ اور کندھے پر شدید چوٹ آئی مکرم شیخ بشیر احمد صاحب کی بھی ایک پسلی ٹوٹ گئی۔ اور بعض دیگر ضربات بھی پہنچیں۔ اسی طرح مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب کی کالر بون (ہنسلی کی ہڈی) ٹوٹ گئی ہے۔ احباب دل سے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان ہر سہ اصحاب کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اور ان کی عمریں دراز کرے آمین۔ اللھم آمین۔

# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

## زخم ۲ انچ سے بھی زیادہ گہرا تھا گزشتہ رات زخم کو دوبارہ صاف کیا گیا اور اس تمام آپریشن میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت صرف ہوا

### حضور کو کچھ بخار بھی ہے لیکن عام حالت بفضلہ بہتر ہے

### احباب اپنے پیارے آقا کی شفایابی کے لئے دردمندانہ دعائیں جاری رکھیں

---

ربوہ ۱۲ مارچ (بذریعہ تار) بوقت سوا گیارہ بجے شب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حالتِ صحت کے متعلق مکرم جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے آج مورخہ ۱۲ مارچ کو علی الصبح حسب ذیل ایکسپریس تار موصول ہوئی ہے:۔

"ربوہ ۱۱ مارچ۔ ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب گذشتہ شب لاہور سے تشریف لائے اور زخم کو دیکھنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ زخم اس سے زیادہ گہرا ہے۔ جتنا کہ پہلے خیال کیا گیا تھا۔ انہوں ٹانکے کھولنے اور زخم کو مکمل طور پر از سر نو صاف کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ زخم کو دوبارہ کھولا گیا اور پتہ چلا کہ پون انچ کی بجائے یہ دو انچ سے بھی زیادہ گہرا ہے۔ اور یہ قریب قریب گردن کی اُس بڑی رگ تک پہنچ گیا ہے جسے انگریزی میں Jugular Vein کہتے ہیں۔ عین اس حد تک پہنچکر زخم کا گھاؤ رک گیا۔ گھاؤ میں منجمد خون کے لوتھڑے بھی پائے گئے جو چند گھنٹے کے بعد خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔ پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ اوسط درجے کی دو شریانیں بھی کٹ گئی ہیں۔ اور اُن سے خون نکل رہا ہے ایک پٹھا (muscle) بھی کٹ گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے خون بند کرنے کے لئے پہلے شریانوں کو سیا پھر پٹھے میں ٹانکے لگائے اور اس کے بعد بیرونی جلد کو ملا کر اس میں ٹانکے بھرے۔ اس تمام اپریشن میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت صرف ہوا۔ ڈاکٹر صاحب اتوار کو ربوہ پھر آئینگے اور حالت کا دوبارہ معائنہ کریں گے۔ بخار ابھی تک موجود ہے۔ اور ذرا سی حرکت سے بھی شدید درد محسوس ہوتا ہے۔ دوست دعائیں بدستور جاری رکھیں"۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

— تار کا انگریزی متن حسب ذیل ہے —

"Doctor Riaz Qadir came from Lahore last night and decided after seeing the wound that it was deeper than at first considered and advised removal of stitches and recleaning of wound thoroughly. The wound was reopened and found that instead of three quarters of an inch its depth was more than two inches and that it had almost reached the jugular vein and just stopped there. There were blood clots in the wound cavity which could prove dangerous in a few hours time. It was also found

(باقی دیکھیے صفحہ ۲)

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے علمی پرنٹنگ پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۱۳ امان ۱۳۳۳ ہش

# ذہنیت میں تبدیلی کے بغیر امن ممکن نہیں

خبر ہے کہ ایک برطانوی اخبار نے انکشاف کیا ہے کہ روس نے ایک نیا جنگی ہتھیار ایجاد کیا ہے۔ جو خطۂ ارضی کے وسیع رقبوں میں زندگی کے تمام آثار منجمد کر سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب اس کو ۶ سو فٹ کی بلندی سے زمین پر چھڑکا گیا ہے۔ تو اس علاقہ میں اتنی سردی ہو گئی۔ کہ ہر قسم کی سبزیاں اور جانور جم کر یخ ہو گئے۔

روس نے ہلاکی کا کوئی ایسا ہتھیار ایجاد کیا ہے یا نہیں یہ الگ بات ہے مگر اس خبر سے یہ ضرور واضح ہوتا ہے کہ روس اور جمہوری کہلانے والے ممالک میں عناد کسی صورت کم نہیں ہو رہا بلکہ روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے۔ خواہ اسے روس کی طرف سے ایک دھمکی سمجھا جائے اور اس کی حقیقت کچھ بھی نہ ہو۔ پھر بھی اس سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مادہ پرست دنیا کا ایک دوسرے کو تباہ کرنے سے روکنے والی اب کوئی اخلاقی دیوار حائل نہیں رہی۔ سوائے اس کے کہ انہیں جواب میں اپنی تباہی کا خطرہ لگا رہے۔ اس لئے جب کبھی کسی فریق کو یہ یقین ہو جائے گا۔ کہ وہ دشمن کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی قوت رکھتا ہے۔ تو وہ بے دھڑک اپنے ہلاکت کے ہتھیاروں کے ذخیروں کا منہ کھول دے گا۔ اور دنیا میں موت کا بازار گرم کر دے گا۔

دونوں روس اور اس کے مخالفوں کا یہ ادعا ہے کہ وہ امن کا قیام چاہتے ہیں۔ اور دونوں فریق زیادہ سے زیادہ ہلاکی کے سامان ایجاد کرنے میں محض اس لئے مصروف ہیں کہ وہ قوت کا توازن قائم رکھ سکیں۔ تاکہ ایک کی کمزوری سے دوسرا فریق ناجائز فائدہ نہ اٹھا لے یہ ہے وہ شیطانی چکر جس میں آج دنیا آئی ہوئی ہے۔ دونوں طرف ایک بد اعتمادی کی روح ہے۔ جو کام کر رہی ہے۔ اگر کسی طرح یہ بد اعتمادی دور ہو سکے۔ تو یقیناً دنیا کی تباہی کا خطرہ کم ہو سکتا ہے۔ مگر جیسا کہ کہتے ہیں جن تو نکل جاتا ہے۔ مگر ظن نہیں نکلتا۔ اقوام کی باہمی یہ بے اعتمادی کچھ ایسی مزمنہ مرض بن کر رہ گئی ہے۔ کہ بڑے بڑے طبیب مایوس ہو چکے ہیں۔

اس زمانہ کو مہذب ترین زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور دانشمندی اس کا طرۂ امتیاز خیال کیا جاتا ہے۔ اس لئے اکثر لوگ حیران ہیں کہ اس کے باوجود یہ مہذب ترین اقوام کیوں بیٹھ کر کوئی فیصلہ نہیں کر لیتیں۔ جس سے ہر ملک کے لوگ اطمینان کی سانس لے سکیں۔ اس کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ انسان نے جس قدر عیش و آرام کے سامان ایجاد کئے ہیں۔ ان کی فراوانی بجائے تسکین لانے کے الٹا وجۂ اضطراب بنتی جا رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان مادہ پرست اقوام نے جو حرص و آز کا جنت نما جہنم تیار کیا ہے۔ اس کو گرم رکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ایندھن کی ضرورت ہے۔ ان میں سے ہر قوم چاہتی ہے۔ کہ دنیا کی قدرتی پیداوار کے خزانے خواہ وہ کسی ملک و دیار میں پائے جائیں۔ صرف ان کے قبضہ میں رہیں۔ اور وہی جس طرح چاہیں ان کی تقسیم کریں۔

افراد و قوم کی یہ خواہش کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ انسانی تاریخ اسی خواہش کی کار فرمائیوں کی داستانوں سے رنگین چلی آتی ہے۔ اپنی ذات کے لئے زیادہ سے زیادہ قوت کے سامان مہیا کرنا تاکہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے تعلق داروں کے لئے خواہ وہ ہم وطنی ہم نسلی یا ہم رنگی کی بنا پر ہوں یا ایک کنبہ کی وجہ سے ہوں ایک فطری جذبہ ہے جس سے مفر نہیں مشکل اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ جذبہ اپنے حدود سے پھیل کر مرض لاعلاج کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس فطری جذبہ کو حد اعتدال میں رکھنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان اپنی عقل و دانش کے سوا کسی ایسی بیرونی ہستی کا قائل نہ ہو۔ جو اس کو حد اعتدال سے گزرتے ہوئے اعمال کی سزا دے سکتی ہو۔

جو لوگ زندگی کو صرف ورلی زندگی تک محدود سمجھتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس زندگی کے بعد کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنے جذبات کے طوفانوں سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔ اور کس طرح بے اعتدالیوں کے چنگل سے رہائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض مادی محرک ایسے ہیں جو انسان کو کسی حد تک بے اعتدالیوں سے روک سکتے ہیں۔ مگر چونکہ مادی محرک دائمی نہیں ہوتے۔ اور عارضی ہونے کی وجہ سے ہر وقت تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے ایسے محرک جلد کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی ایسا متوازن لائحۂ عمل پیش نہیں کر سکتے جو تمام انسانوں تمام وقتوں کے لئے اور تمام زندگانی کے لئے کار آمد ہو۔ انسان جو بھی زندگی کا لائحہ عمل تجویز کرے گا محدود ہی ہو گا۔ بے شک تجربہ ایک اچھا استاد ہے اور دوسروں کے تجربہ سے بھی فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ لیکن یہ تجربات بھی اس وقت تک محدود ہی رہیں گے۔ جب تک ہمارا نقطۂ نظر ورلی زندگی تک محدود رہے گا۔ ہم نے تاریخ انسان سے اب تک جو سیکھا ہے وہ عملاً یہی ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ اسی بنیاد پر آج افراد و اقوام اپنی اپنی زندگی کا محل تعمیر کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کا نتیجہ یقیناً باہمی تصادم ہی ہو سکتا ہے جب اس زندگی کے بعد کوئی زندگی ہی نہیں۔ جب ہم طاقت سے اپنی زندگی قائم رکھ سکتے۔ اور اس کے قیام کے لئے سامان مہیا کر سکتے ہیں۔ تو ہمیں دوسروں سے عدل و انصاف برتنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور جب دوسروں سے عدل و انصاف کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو افراد و اقوام میں باہمی خوش اعتمادی کس طرح سے پیدا ہو سکتی ہے؟ جب ہمیں یہ سبق دیا جاتا ہو۔ کہ اگر ہم نے دوسرے کو نہ کچلا۔ تو وہ ہم کو کچل دے گا۔ اور ہمارا ذہن اس سے کچھ آگے سوچ ہی نہ سکتا ہو۔ تو ایسی ذہنیت کی موجودگی میں جو ہم نے صدیوں کے ماحول میں رہ کر پیدا کی ہے۔ اور جس کو ہم نے موجودہ تہذیب کے ماحول میں پروان چڑھایا ہے۔ افراد و اقوام کا باہم بدظن رہنا اور اس کے نتیجہ میں دوسروں کو مٹانے کے لئے نئے نئے ہلاکی کے ہتھیار ایجاد کرنا کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔

آخر سوال یہ ہے کہ ایسی ذہنیت کی موجودگی میں امن و امان کی پکار منافقت سے زیادہ کیا وقعت رکھ سکتی ہے؟ اور بالفرض ہم پوری دیانت داری سے ہی کوئی تجاویز سوچیں اور ایک نظام بھی بنا لیں۔ تو وہ کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے۔ کیا معاہدوں کو ردی کاغذ سمجھ کر ٹھکرا دینا اس ذہنیت سے کچھ بعید ہے؟ کیا ایسا نہیں ہوا کہ جو معاہدے بڑے بڑے نیک عزائم کے ساتھ کئے گئے۔ ان کو موقعہ پاتے ہی ٹھکرا دیا گیا ہے۔ گزشتہ دو عالمگیر جنگیں کیا اس پر شاہد نہیں ہیں؟

جب تک انسان کی ذہنیت نہیں بدلے گی۔ اور وہ اس دنیا سے بالا ایک دنیا کا قائل نہیں ہو گا۔ جہاں اس کے اعمال کا محاسبہ ہو سکتا ہے۔ اس وقت تک قدرت کی یہ طاقتیں شیطانی عزائم کی تکمیل کے لئے اور عقل و دانش دنیا کی تباہی کے لئے ہی استعمال ہوتی رہے گی۔ اور ہلاکی کے نت نئے سامان معرض وجود میں آتے رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ یہ شیطانی چکر کب اور کہاں ختم ہو گا؟

## محترم حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر کی وفات پر

از مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

راہیِ ملکِ بقا تم پر سلام — صاحبِ صدق و صفا تم پر سلام

گوہرِ یکتائے ما، تم پر سلام — ذوالفقارِ میرزا تم پر سلام

احمدیت میں گزاری عمر یوں — جیسے شریانوں میں پاک و گرم خوں

بھولے بھٹکوں کا رہا تو رہنموں — رہبرِ راہِ ہدیٰ تم پر سلام

دولتِ دنیا و دیں میں ہو سہیم — اور عسر و یسر میں قلبِ سلیم

ہے یہی تو مژدۂ فضلِ عظیم — خاتمہ بالخیر کا۔ تم پر سلام

حق نے دکھلا دی تجھے راہِ صواب — تین بیعت تین ہجرت کا ثواب

کام آئے گا تیرے یوم الحساب

مرحبا صد مرحبا تم پر سلام

اکمل

## شکریہ احباب

میرے والد محترم جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر کی رحلت پر بہت سے احباب نے مجھے تعزیتی تار اور خط بھیجے ہیں۔ میں ایک ہفتہ کراچی سے باہر رہا۔ فوری طور پر جواب نہیں دے سکا۔ اخبار المصلح کے ذریعہ میں اپنی طرف سے اور اپنے خاندان کی طرف سے ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور فرداً فرداً جواب بھی ارسال کر رہا ہوں۔ احباب سے درخواست ہے کہ والد صاحب کے درجات کی بلندی کے لئے اور ہمارے لئے ان کے نقش قدم پر چلنے کی دعا فرمائیں۔

خاکسار عبدالمالک خان عفی اللہ عنہ مبلغ کراچی

# دنیا اس محبت سے ناآشنا ہے جو مجھے میری جماعت سے اور جماعت کو مجھ سے ہے

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا آج سے تیس برس قبل کا ایک مضمون

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر قاتلانہ حملے کی روح فرسا خبر سنکر احباب جماعت پر جو کچھ گذری۔ اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ محبت و عشق کے مظاہر دنیا میں بہت ہوتے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو اپنے پیارے اور محبوب امام کے ساتھ جس قسم کی والہانہ محبت و عقیدت ہے۔ اور حضرت امام اطال اللہ بقاءہ و اطلع شموس طالعہ کو اپنی جماعت جس درجہ عزیز ہے۔ اسکی مثال دنیوی تعلقات اور محبتوں میں یقیناً نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت نے جماعت احمدیہ اور اس کے امام ایدہ اللہ کے درمیان ایک ایسا عدیم المثال تعلق پیدا کردیا ہے جسکی صحیح کیفیات کو روحانیت کے کوچہ سے ناآشنا دنیا سمجھ ہی نہیں سکتی۔ ذیل میں ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک مضمون درج کرتے ہیں۔ جو حضور نے آج سے تیس برس قبل ۱۹۲۴ء میں سفر یورپ کے دوران میں عرشۂ جہاز پر رقم فرمایا تھا۔ اسلام کی اشاعت کی جو تڑپ حضور کے قلب میں ہے۔ اور جماعت احمدیہ حضور کو جس درجہ عزیز ہے۔ اس مضمون سے اس کا کسی قدر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت کامل عطا فرمائے آمین۔

علی الصبح کہ ہر دم بہ کار و بار روند
بلاکشانِ محبت بہ کوئے یار روند

آج جہاز عدن کے قریب ہوگا۔ صبح چار بجے خشکی پر جہاز لگے گا۔ طوفان کے علاقہ سے جہاز خدا کے فضل سے نکل آیا ہے۔ اور اب ہموار پانیوں میں چل رہا ہے۔ مسافر جو کئی دنوں سے کمروں میں بند تھے۔ اب باہر نکل کر سیر کر رہے ہیں۔ اور خوشگوار ہوا اور عمدہ موسم کے لطف اٹھا رہے ہیں۔ کچھ تو ناش میں مشغول ہیں۔ جس کے ساتھ جوئے کا شغل بھی ہے۔ کچھ شراب کے گلاس اڑا رہے ہیں۔ کچھ صحن میں بنچوں پر لاتیں پھیلا کر ہوا کھا رہے ہیں کئی سو بھی گئے ہیں۔ رات کا وقت ہے۔ اور رات بھی خاصی گذر گئی ہے۔ مجھے لوگ کہتے ہیں۔ کل رات آپ کم سوئے تھے۔ اب سو جائیے۔ مگر عدن قریب آرہا ہے۔ اور جہاز وہاں تھوڑی دیر ٹھیرے گا۔ اگر میں اس وقت اپنا قلم رکھ دیتا ہوں۔ تو پھر مجھے عدن کے بعد ہی کچھ لکھنے کا موقع ملے گا۔ اس لئے میں ان دوستوں کی نصیحت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہی کہتا ہوں۔ کہ خط نصف ملاقات ہوتی ہے۔ میں خدا کی مشیت کے ماتحت اپنے دوستوں کی پوری ملاقات سے تو ایک وقت تک محروم ہوں۔ پس مجھے آدھی ملاقات کا تو لطف اٹھانے دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ کہ میں خیالات و افکار کے پر لگا کر کاغذکی ناؤ پر سوار ہو کر اس مقدس سرزمین میں پہنچوں جس سے میرا جسم بنا ہے۔ اور جس میں میرا ہادی اور رہنما مدفون ہے۔ اور جہاں میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت دوستوں کی جماعت رہتی ہے۔ ہاں پیشتر اس کے کہ ہندوستان کی ڈاک کا وقت نکل جائے۔ مجھے اپنے دوستوں کے نام ایک خط لکھنے دو۔ تا میری آدھی ملاقات سے وہ مسرور ہوں۔ اور میرے خیالات تھوڑی دیر کے لئے خالص اسی سرزمین کی طرف پرواز کرکے مجھے دیارِ محبوب سے قریب کردیں۔ لوگوں کو آرام کرنے دو۔ کھیلنے دو۔ شراب پینے دو۔ میری کھیل اپنے آقا کی خدمت ہے۔ اور میری شراب اپنے مالک کی محبت ہے۔ اور میرا آرام اپنے دوستوں کا قرب ہے۔ خواہ خیال سے ہی کیوں نہ ہو۔

کہتے ہیں۔ کہ کسی چیز کی قدر اس کے کھوئے جانے سے ہی ہوتی ہے۔ میں نے اس سفر میں یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ دوست جو پہلے اس خیال کے اثر کے نیچے کہ ادھر میں ولایت گیا اور ادھر یورپ فتح ہوا۔ اصرار کر رہے تھے۔ کہ ضرور میں خود ولایت جاؤں اور اس فتح کے دن کو ان کے قریب کردوں۔ جس دن کہ میں روانہ ہو رہا تھا۔ ماہئی بے آب کی طرح بے تاب ہو رہے تھے۔ اور کئی افسوس کر رہے تھے۔ کہ ہم نے جانے کا مشورہ کیوں دیا۔ میں بھی جس نے باوجود اس امر کے علم کے کہ موسم سخت ہے۔ اور طوفان کے دن ہیں ارادہ کرلیا تھا۔ کہ اس موقع پر ضرور مغرب کا سفر کروں۔ اور اسلام کی اشاعت کی سکیم تجویز کروں۔ دل میں محسوس کرتا تھا۔ کہ جدائی کا ارادہ کرلینا تو آسان ہے۔ مگر جدا ہو جانا خواہ چند دن کے لئے ہی ہو سخت مشکل ہے۔ آہ! وہ اپنے دوستوں سے رخصت ہونا۔ ان دوستوں سے جن سے مل کر میں نے عہد کیا تھا۔ کہ اسلام کی عظمت کو دنیا میں قائم کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ کے نام کو روشن کروں گا۔ ہاں ان دوستوں سے جن کے دل میرے دل سے اور جن کی روحیں میری روح سے اور جن کی خواہشات میری خواہشات سے اور جن کے ارادے میرے ارادوں سے بالکل متحد ہوگئے تھے حتیٰ کہ اس شعر کا مضمون ہم پر صادق آتا تھا کہ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

کیسا اندوہناک ہے۔ کیسا حسرت خیز ہے وہ دل جو اس محبت سے ناآشنا ہے۔ جو مجھے احمدی جماعت سے ہے۔ اور وہ دل اس محبت سے ناآشنا ہے۔ جو احمدی جماعت کو مجھ سے ہے۔ وہ اس حالت کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ اور کون ہے جو اس درد سے آشنا ہو۔ جس میں ہم شریک ہیں۔ کہ وہ اس کیفیت کو سمجھ سکے۔ لوگ کہیں گے۔ کہ جدائی ہوتی ہے۔ اور علیحدگی زمانے کے خواص میں سے ہے۔ مگر کون اندھے کو سورج دکھلائے۔ اور بہرے کو آواز کی دلکشی سے آگاہ کرے۔ اس نے کب للّٰہ اور فی اللہ محبت کا مزہ چکھا۔ کہ وہ اس لطف اور اس درد کو محسوس کرے۔ اس نے کب اس پیالہ کو پیا۔ کہ وہ اس کی مست کر دینے والی کیفیت سے آگاہ ہو۔ دنیا میں ایڈریس ہیں اور ان کے پیرو بھی۔ عاشق بھی ہیں۔ اور ان کے معشوق بھی۔ محب بھی ہیں۔ اور ان کے محبوب بھی۔ مگر

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

کب ان کو اس ہاتھ نے تاگے میں پرویا جس نے ہمیں پرویا۔ آہ! ناداں کیا جانیں۔ کہ خدا کے پروئے ہوؤں اور بندوں کے پروئے ہوؤں میں فرق ہوتے ہیں۔ بندہ لاکھ پروئے پھر بھی سب موتی جدا کے جدا رہتے ہیں۔ مگر خدا کے پروئے ہوئے موتی کبھی جدا نہیں ہوتے۔ وہ اس دنیا میں بھی اکٹھے رہتے ہیں۔ اور اگلے جہان میں بھی اکٹھے رکھے جاتے ہیں۔ پھر ان کے دلوں کے اتصال اور ان کے قلوب کی یگانگت پر کسی اور جماعت یا اور تعلق کا قیاس کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

غرض کہ اس سفر نے اس پوشیدہ محبت کو جو احمدی جماعت کو مجھ سے تھی۔ اور جو مجھے ان سے تھی۔ نکال کر باہر کردیا۔ اور ہمارے چھپے ہوئے راز ظاہر ہوگئے۔ اور ان کا ظاہر ہونے کا حق بھی تھا۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اے عزیزو! میں آپ سے دور ہوں۔ مگر جسم دور ہے روح نہیں۔ میرا جسم کا ذرہ ذرہ اور میری روح کی ہر طاقت تمہارے لئے دعا میں مشغول ہے۔ اور سوتے جاگتے میرا دل تمہاری بھلائی کی فکر میں ہے۔ میں اپنے مقصد کے متعلق جہاز میں ہی ایک حصہ کا فیصلہ کرچکا ہوں۔ اور اپنے وقت پر اس کو ظاہر کروں گا۔ مگر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے جس قدر ہندوستان میں یقین تھا۔ کہ اگر اسلام پھیل سکتا ہے۔ تو آپ لوگوں کے ذریعہ سے۔ اب اس سے بہت زیادہ یقین ہے۔ آہ! تم ہی وہ خدا کا عرش ہو۔ جس پر سے خدا تعالیٰ حکومت کر رہا ہے۔

تم کو خدا نے نور دیا ہے۔ جبکہ دنیا اندھیروں میں ہے۔ تم کو خدا نے صحت دی ہے۔ جبکہ دنیا مایوسیوں کا شکار ہو رہی ہے۔ تم کو خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے۔ جبکہ دنیا اس کے غضب کو اپنے پر نازل کرا رہی ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ تم خدا کی پاک جماعت ہو۔ تمہارے دل اس کے عرش ہیں۔ آہ! اندھی دنیا کو کیا معلوم ہے۔ کہ جب ایک احمدی ان کے محلہ میں پھرتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کا سورج ہے۔ جو اس کے ظلمت کدہ کو منور کر رہا ہے۔ مگر اندھے کو روشنی کون دکھائے۔ خوبصورت چہرہ بدصورت کے مقابلہ پر ہی زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور میں دنیا کو دیکھ کر اس جماعت کی خوبصورتی کو دیکھتا ہوں۔ کاش! لوگ میری آنکھیں لیتے۔ اور پھر دیکھتے۔ کاش! لوگوں کو میرے کان ملتے۔ اور پھر وہ سنتے۔ تب وہ تم میں وہ کچھ دیکھتے۔ جس کے دیکھنے اور سننے کی انہیں امید نہ تھی۔ مگر ہر امر کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ وہ دن آتے ہیں۔ کہ جب مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ کو لوگ دیکھیں گے۔ کاش! تم بھی اس دن کو تو خدا کے نوان کی فتح کا دن ہوگا دیکھیں

اے عزیزو! اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں۔ مگر یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ صاف کپڑے کی نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ میلے پر اور میل بھی لگ جائے۔ تو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ پس اپنے آپ کو صاف رکھو۔ تا قدوس خدا تمہارے ذریعہ سے اپنے قدس کو ظاہر کرے۔ اور اپنے چہرہ کو بے نقاب کرے۔ اتحاد۔ محبت۔ ایثار۔ قربانی۔ اطاعت۔ ہمدردی بنی نوع انسان۔ عفو۔ شکر۔ احسان۔ اور تقوٰی کے ذریعہ سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کا منتخبیار بننے کے قابل بناؤ۔ یاد رکھو۔ تمہاری سلامتی سے ہی آج دین کی سلامتی ہے۔ اور تمہاری ہلاکت سے ہی دین کی ہلاکت۔ دنیا تم کو تباہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر مجھے اس کا فکر نہیں۔ اگر تم خدا کو ناراض کرکے خود اپنے آپ کو ہلاک نہ کرلو۔ تو دنیا تم کو ہلاک نہیں کرسکتی۔ کیونکہ خدا نے تم کو بڑھنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ ہلاک ہونے کے لئے۔ لکھنے کو تو بہت کچھ جی چاہتا تھا۔ مگر اب ۲ بجنے کو ہیں۔ پس میں اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ بھی ہو۔ اور ہمارے ساتھ بھی۔ آمین۔ خاکسار مرزا محمود احمد ۱۲ جولائی (الفضل ۷ اگست ۱۹۲۴ء)

## حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر وحشیانہ حملہ کی روح فرسا خبر سنتے ہی حلقہ مارٹن روڈ کے احباب مسجد احمدیہ مارٹن روڈ میں جمع ہونے شروع ہوگئے۔ اسی وقت بکرا بطور صدقہ دے دیا گیا۔ نماز عصر کے بعد دو اور بکرے صدقہ کئے گئے۔ اور درد دل سے دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے امام ایدہ اللہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اور تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین۔ (زعیم حلقہ مارٹن روڈ کراچی)

## ضرورت مند احباب متوجہ ہوں

Secretary Punjab
Industries
Rehabilitation Board
Egerton Road Lahore

کی طرف سے ری ہیبی لی ٹیشن انسپکٹروں کی عارضی اسامیوں کے لئے درخواستیں معرفت دفتر روزگار ۲۵/۳/۶۴ تک طلب کی گئی ہیں۔ تنخواہ ۱۲۵/- الاؤنس علاوہ۔ شرائط:۔ میکینیکل انجینئرنگ کا ڈپلومہ اور دو سالہ تجربہ ملازمت۔

(پاکستان ٹائمز ۳/۳/۶۴)

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

# پیارے ابّا جان

(از مکرم مولوی عبدالمالک خان صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

(۱)

اخبار المصلح اور ملک کے دوسرے اخبارات سے احباب کرام کو اس افسوسناک خبر کی اطلاع مل چکی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور میرے والد محترم جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر ۲۶ فروری ۱۹۵۴ء جمعہ کے دن ۶ بجے شام عالم دنیا ناپائیدار سے منشی مال روڈ لاہور میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۷ کی صبح کو رتن باغ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ازراہِ شفقت اسی روز نعش بذریعہ لاری ربوہ بھجوانے کا انتظام کرایا۔ ربوہ میں مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے بعد نماز عصر مسجد مبارک اور مہمان خانہ کے درمیانی حصہ میں بڑے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ اور صحابہ کے قطعہ خاص میں آپ کو دفن کیا گیا۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کی چاردیواری سے جانب غرب تیسری قبر والد صاحب محترم کی ہے۔ صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود جماعت کے لئے بے انتہا برکات کا حامل ہے۔ اور جب کبھی کوئی وجود ان میں سے جدا ہوتا ہے۔ تو جماعت کو دلی صدمہ پہنچتا ہے۔ احباب جماعت نے اس موقعہ پر خاکسار اور ہمارے خاندان کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ میں مختصراً ان کے حالات زندگی ذیل میں درج کرتا ہوں۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس صحابی کے حالات زندگی تاریخ سلسلہ میں محفوظ ہو جائیں۔

## پیدائش اور خاندانی حالات

والد محترم ذوالفقار علی خان صاحب ۱۸۶۹ء میں بمقام رامپور ضلع مراد آباد صوبہ یو۔پی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد صاحب یعنی ہمارے دادا جان کا نام عبدالعلی خان صاحب ولد علی بخش خان صاحب تھا۔ عبدالعلی خان صاحب نواب صاحب رامپور کے معتمدین خصوصی میں سے تھے۔ اور فوج کے معزز عہدہ پر مامور تھے۔ ہمارے خاندان کا اصل مسکن نجیب آباد تھا۔ لیکن علی بخش خان صاحب نے نقل مکانی اختیار کی۔ اور مراد آباد میں مستقل سکونت اختیار کی۔ علی بخش خان صاحب کی کوششوں نے ہمارے خاندان کو بہت عروج دیا۔ چنانچہ سرکاری کاغذات میں غدر کے زمانہ میں ان کی خدمات کی بدولت ان کو ریاست کا وفادار قرار دیا گیا۔ اور گورنمنٹ انگریزی کی جانب سے مراد آباد میں اور نواب یوسف علی خان صاحب والئی رامپور کی جانب سے ریاست میں بہت بڑی جاگیر عطا کی گئی۔ ہماری دادی جان جو بی اماں کے نام سے مشہور ہیں۔ نواب درویش علی خاں صاحب پنج ہزاری (مقرب دربار اکبری) کے خاندان عالیہ کی محترم خاتون تھیں۔ ان کا نام آبادی بانو بیگم تھا۔ ہمارے دادا جان عبدالعلی خان صاحب تیئیس چوبیس برس کی عمر میں رمضان کے مہینہ میں بعارضہ ہیضہ فوت ہوگئے تھے۔ جبکہ بی اماں مرحومہ کی عمر ستائیس برس کی تھی۔ والد صاحب سنایا کرتے تھے۔ کہ جب تمہارے دادا جان فوت ہوئے ہیں۔ اس وقت ہمارے سر پر تیس پینتیس ہزار کا قرضہ تھا۔ اور ہماری والدہ بی اماں کے لئے یہ بہت نازک اور تشویشناک وقت تھا۔ ہم چھوٹے چھوٹے تھے۔ اور قرض کا بوجھ تھا۔ لیکن بی اماں نے نہایت عزم و ثبات دکھلایا۔ اور خود نہایت تنگی ترشی سے گذارہ کیا۔ لیکن ہماری پرورش میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ والد صاحب فرماتے تھے۔ کہ میری عمر اس وقت صرف گیارہ برس کی تھی۔ اور مجھ سے ایک بھائی بندے علی صاحب دو سال بڑے تھے۔ جو نوجوانی میں فوت ہوگئے۔ اور ایک بچہ یادگار چھوڑا تھا۔ باقی تین بھائی نوازش علی خان صاحب۔ مولانا شوکت علی صاحب اور مولانا محمد علی صاحب اور ایک بہن یہ سب مجھ سے چھوٹے تھے۔ مولانا محمد علی صاحب جوہر کی عمر دو ڈھائی سال کے قریب تھی۔ ہمارے والد صاحب کے چچا اصغر علی خان صاحب جو اسسٹنٹ ریونیو افسر تھے۔ ہماری جائیداد کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

## تعلیم

والد صاحب نے ابتدائی تعلیم بریلی میں حاصل کی۔ وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب ہم انگریزی تعلیم کے حصول کے لئے اسکول میں داخل کئے گئے۔ تو بی اماں کو بہت سے اعتراضات کا نشانہ بننا پڑا۔ کیونکہ اس زمانہ میں انگریزی تعلیم کا حصول موجب کفر قرار دیا جاتا تھا۔ میٹرک کا امتحان فتحپور ہسوہ میں پاس کیا۔ اس کے بعد علی گڑھ میں ایف۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ پھر خاندانی حالات کی وجہ سے تعلیم ترک کر کے ملازمت اختیار کرلی۔ اور اپنے بھائیوں کی تعلیم دلوانے میں ممد و معاون رہے۔

## شاعری

والد صاحب ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ استاد داغ دہلوی کے اولین شاگردوں میں سے تھے۔ داغ مرحوم کے بہت سے خطوط میں نے والد صاحب کے پاس دیکھے ہیں۔ احمدیت قبول کرنے سے قبل ان کے کلام میں غزلوں وغیرہ کے علاوہ مسلمانوں کی خستہ حالی اور سرسید مرحوم کی تعریف علی گڑھ کالج کے متعلق متعدد نظمیں ہیں) والد صاحب کی شاعری کے ذوق کا علم مولانا محمد علی جوہر کے مکتوب بنام عبدالماجد صاحب دریا بادی سے ملتا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ "میرے حقیقی بھائی ذوالفقار روزانہ داغ کے گھر جاتے تھے۔ اور مجھے بھی لے جاتے تھے۔ داغ نے پہلے دن سے پوچھا۔ کہو کچھ شعر بھی یاد ہیں۔ میری عمر بہت ہی کم تھی۔ مگر بھائی نے کچھ اشعار یاد کرا دیئے تھے۔ جنہیں میں نہایت شان سے کڑک کر پڑھا کرتا تھا۔ میں نے داغ کے چند شعر انہیں سنا دیئے سن کر پھڑک اٹھے اور کہا۔ کہ اس کو میرے پاس لایا کرو۔ جناب والا! اگر اس کے بعد میں یہ دعویٰ کردوں۔ کہ میں شعراء سخن کی گود میں پلا ہوں۔ تو بے جا نہ ہوگا۔" قبول احمدیت سے قبل والد صاحب کے کلام میں علاوہ دیگر مضامین کے مسلمانوں کی اصلاح اور سرسید مرحوم کی تعلیمی سرگرمیوں کی تعریف علی گڑھ کی طرح کے حالات کے متعلق مضامین بھی پائے جاتے ہیں۔ قبول احمدیت کے بعد والد صاحب کا بیشتر کلام اسلام و سلسلہ کی عظمت کے متعلق ہی ہے۔

والد صاحب نے مجھے ایک دفعہ یہ بھی سنایا تھا۔ کہ میں نے موسم بہار پر ایک مبسوط مضمون ایک رسالہ کے لئے لکھا۔ جس کے بعد اس رسالہ کا مجھے ایڈیٹر بھی مقرر کر دیا گیا۔ افسوس مجھے اس رسالہ کا نام یاد نہیں رہا۔ غالباً وہ اٹاوہ سے نکلتا تھا۔

## ملازمت

والد صاحب نے ملازمت سرکار انگریزی کا سلسلہ تقریباً ۱۸۹۴ء یا ۱۸۹۵ء کے قریب شروع کیا۔ اور ۱۹۰۴ء تک وہ نائب تحصیلدار رہے۔ پھر ۱۹۰۵ء میں اسپیشل ڈیوٹی پر الہ آباد کے ضلع میں بھیجے گئے۔ ۱۹۰۷ء کے قریب نواب صاحب رامپور نے ان کی خدمات حکومت سرکار انگریزی سے طلب کرلیں۔ پھر ۱۹۱۸ء تک رامپور میں سپرنٹنڈنٹ آبکاری رہے۔ اور نواب صاحب کے درباریوں میں شامل کئے گئے۔ کبھی والد صاحب نہ پہنچیں۔ تو نواب صاحب طلب فرما لیتے۔ اکثر و بیشتر اوقات رات گئے تک مذہبی مباحثات کا سلسلہ جاری رہتا۔

## احمدیت کا تعارف و قبولیت

والد صاحب نے احمدیت سے متعارف ہونے کا حال یوں بتایا تھا۔ کہ گورکھپور کے ایک اخبار میں جس کا نام غالباً "سراج الاخبار" تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط الیگزنڈر روب کے نام جو فلپائن میں امریکہ کا سفیر تھا پڑھا۔ اس خط کو پڑھ کر میرے دل نے آپ کی تصدیق کی، اور میں نے اپنے بھائی نوازش علی خان اور سید امیر حسن صاحب کو گواہ ٹھیراتے ہوئے کہا۔ کہ اس زمانہ کا مصلح جو آنے والا تھا۔ آگیا۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان ہیں۔ اس واقعہ کی طرف خود والد صاحب نے اپنے ایک خط میں اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ نظارت بہشتی مقبرہ کو ایک خط میں لکھا۔

"شاید آپ کو علم نہ ہو۔ میری بیعت دسمبر ۱۹۰۰ء کی ہے۔ یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجدد وقت میں نے اگست ۱۸۸۹ء میں تسلیم کرلیا تھا۔ اور دو گواہ کر لئے تھے۔ مگر پھر مجھے دعویٰ مسیحیت معلوم نہ ہوا۔ اس لئے میں اس وقت بیعت نہیں کرسکا۔" ذوالفقار علی خان ناظر اعلیٰ ۲۳/۱/۳۸

والد صاحب نے یہ بھی سنایا تھا۔ کہ ۱۸۹۲ء میں میری ملاقات مولوی تفضل حسین صاحب اٹاوی سے ہوئی تھی۔ اور جب مجھے یہ معلوم ہوا۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرید ہیں۔ تو میں نے ان کا ہاتھ چوم لیا۔ پھر ۱۹۰۰ء کے قریب جب میں بھوگاؤں ضلع مین پوری میں نائب تحصیلدار تھا۔ تو مجھے ازالہ اوہام دیکھنے کا موقع ملا۔ اس وقت مجھے دعویٰ اور دلائل کی تفصیل کا علم ہوا۔ تو میں نے فوراً بیعت کرلی۔

## سفر قادیان

والد صاحب نے سب سے پہلا سفر ۱۹۰۴ء میں کیا ہے۔ جبکہ وہ میرٹھ میں ملازم تھے۔ چنانچہ اس سفر کے تفصیلی حالات سناتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ جب میں بٹالہ پہنچا۔ تو مجھے ایک بزرگ ملے جو احمدی تھے۔ ان سے یہ علم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور تشریف لے گئے ہیں۔ تو میں نے اپنا سامان اپنے دو آدمیوں کے ذریعہ جو میرے ہمراہ تھے۔ قادیان بھجوا دیا۔ اور خود سیدھا گورداسپور پہنچا۔ اور حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔

گورداسپور کے قیام کے زمانہ کا ایک واقعہ یہ بتایا۔ کہ میں نے دوپہر کے کھانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احتیاط سے پان لگا کر پیش کیا جو حضور علیہ السلام نے نوش فرمالیا۔ دوسرے دن بھی میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے مجھے کہا۔ کہ حضورؑ پان کے عادی نہیں، محض آپ کی خاطر سے حضورؑ نے کھالیا۔ والد صاحب فرماتے تھے۔ کہ مجھے یہ علم پا کر دلی رنج ہوا۔ کہ میں اپنی نادانی کے باعث حضور کی تکلیف کا موجب بنا۔ میں نے بہت استغفار کی۔ اور تیسرے دن میں نے پان پیش نہیں کیا۔ حضورؑ قیامگاہ کی بالائی منزل پر تھے۔ حضورؑ نے ایک آدمی میرے پاس بھیجا اور فرمایا۔ تحصیلدار صاحب سے کہنا کہ آج آپ ہمیں بھول گئے۔ میں فوراً پان لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور خواجہ صاحب کی فہمائش کا ذکر کر دیا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ کہ کھانے کے بعد والدہ محمود (حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا) مجھے پان دے دیتی ہیں۔ میں کھا لیتا ہوں۔

دوسرا واقعہ یہ بتایا۔ کہ جب میری رخصت ختم ہونے لگی۔ اور مجھے وقت پر واپس پہنچنا تھا۔ حضرت اقدسؑ سے اجازت لینے کی ہرچند کوشش کرتا تھا، لیکن جرأت نہ ہوتی۔ اور غم سے بات تک منہ سے نہ نکلتی تھی۔ آخر میں اسی حالت زاری سے مجبور ہوگیا اور حضورؑ کی پشت کی جانب چارپائی کی پٹی پر اپنا سر رکھ دیا۔ اور بے اختیار ہو کر مجھے رونا آگیا۔ اور میں ضبط نہ کرسکا۔ میرے رونے پر جب حضورؑ میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور بے خودی سے میری ٹوپی سر پر سے

(باقی صفحہ ۸ پر)

# بیرونی ممالک میں مساجد تعمیر کرنیکا عظیم الشان کام

## کیا آپ اس کام میں حصہ لینے کی سعادت حاصل نہ کرینگے؟

مسجد کو روحانی و تنظیمی لحاظ سے اسلام میں بہت بڑا اور اہم مقام حاصل ہے۔ بیرونی ممالک میں جس جس جگہ ہماری مساجد قائم ہو چکی ہیں۔ وہ جماعتیں بفضلہ تعالیٰ سرعت کے ساتھ پھیلتی نظر آرہی ہیں لیکن بعض ممالک مثلاً سپین۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ وغیرہ میں ابھی تک ہمارے مبلغین اجتماعات کے لئے کرایہ وغیرہ پر جگہ کا انتظام کرتے ہیں۔ ان امور کے پیش نظر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سردست فوری طور پر امریکہ سپین۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ اور جرمنی میں مساجد کے قیام کی سکیم ہے۔ امریکہ میں جیساکہ احباب کو علم ہے۔ نہایت موزوں مکان خریدا جا چکا ہے۔ اور اب اسے مسجد کی شکل دی جائے گی۔ ہالینڈ میں مسجد کے لئے زمین خریدی جا چکی ہے۔ اور عنقریب جلد عمارت شروع ہونے والی ہے۔ ان مساجد کی تعمیر کے لئے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہایت سہل اور آسان سکیم مجلس شوریٰ ۱۹۵۲ء کے موقعہ پر اعلان فرمائی تھی۔ جس پر ہر دوست بغیر کسی بوجھ کے برداشت کرنے کے عمل کر سکتا ہے اگر احباب اس کے مطابق رقوم باقاعدہ بھجواتے رہیں۔ تو نہ صرف پرانے قرضے اتارے جا سکتے ہیں۔ بلکہ نئی مساجد کی تعمیر بھی جلد شروع ہو سکتی ہے۔ جماعت کی مالی حالت کے پیش نظر اس مد میں کم از کم آٹھ ہزار روپے کی ماہوار آمدنی ہونی چاہیئے۔ جو کہ اس وقت دو ہزار روپے ماہوار ہے۔ سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ کا منشاء ہے کہ اس غرض کے لئے بڑی بڑی جماعتوں میں الگ سیکرٹری مقرر کئے جائیں۔ تا وہ دوستوں سے حسب شرح رقوم وصول کرتے رہیں۔ ذیل میں دوستوں کی دوبارہ یاد دہانی کے لئے ان مطالبات کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ جو اس ضمن میں ہر طبقہ سے حضور نے فرمائے۔ جملہ عہدیداران کرام سے درخواست ہے کہ وہ اس کے مطابق ہر دوست سے ہر ماہ چندہ وصول کرتے رہیں۔ نیز دوستوں سے بھی درخواست ہے۔ کہ وہ اپنی سالانہ ترقی کے موقعہ پر مختلف خوشی کی تقاریب پر فصل کی آمد سے ٹھیکہ کے منافعہ سے حسب شرح رقوم خود بخود سیکرٹریان مال کے حوالے کر دیا کریں۔ شاید اللہ تعالیٰ اسی کو ان کے کاروبار کی ترقی کا ذریعہ بنا دے۔

(۱) ملازمین احباب کرام کو ہر سال جو پہلی سالانہ ترقی ملے وہ مساجد کی تعمیر کے لئے دی جائے۔ اسی طرح جب کوئی دوست پہلی دفعہ ملازم ہو۔ تو پہلی تنخواہ ملنے پر اس کا دسواں حصہ مساجد فنڈ میں دیا جائے۔

(۲) زمیندار احباب جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو۔ وہ ایک آنہ فی ایکڑ کے حساب سے۔ اور جن کے پاس دس ایکڑ سے زائد زمین ہو۔ وہ دو آنہ فی ایکڑ کے حساب سے مساجد فنڈ میں چندہ دیں۔

(۳) مزارع جن کے پاس دس ایکڑ سے کم مزارعت ہو۔ وہ دو پیسہ فی ایکڑ کے حساب سے اور اس سے زائد مزارعت والے احباب ایک آنہ فی ایکڑ کے حساب سے رقم ادا کریں۔

(۴) بڑے بڑے تاجروں مثلاً منڈیوں کے آڑھتی اور کمپنیوں والے اور کارخانے والے وغیرہ وغیرہ ہر مہینے کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع مساجد فنڈ میں ادا فرمائیں۔ چھوٹے تاجروں ہر ہفتے کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافعہ مساجد فنڈ میں دیں۔

(۵) مستری لوہار۔ مزدور دوست ہر مہینے کے پہلے دن کی مزدوری یا کوئی اور دن مقرر کر کے اس دن کی مزدوری کا دسواں حصہ مساجد فنڈ میں ادا کریں۔

(۶) وکلاء۔ ڈاکٹر۔ پیشہ ور صاحبان گذشتہ سال کی آمد مقرر کریں۔ اور پھر اس کے بعد اگلے سال ان کی آمد میں جو زیادتی ہو۔ اس کا دسواں حصہ وہ مساجد فنڈ میں ادا کر دیا کریں۔ علاوہ سالانہ آمد کی زیادتی کا دسواں حصہ دینے کے وہ بجٹ کے سال کے پہلے مہینے یعنی ماہ مئی کی آمد کا ۵ فی صدی مساجد فنڈ میں ادا کریں۔

(۷) کنٹریکٹر صاحبان سال کے ٹھیکوں میں جو مجموعی منافع ہو۔ اس میں سے ایک فی صدی ادا کریں۔

(۸) مختلف خوشی کی تقاریب پر۔ مثلاً نکاح پر۔ شادی پر۔ بیٹے کی پیدائش پر۔ مکان کی تعمیر پر۔ یا امتحان پاس ہونے پر کچھ نہ کچھ رقم ضرور دی جائے۔

(وکیل المال ربوہ)

---

# اخبار ریویو آف ریلیجنز کی خریداری کی طرف توجہ دیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی خاطر رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور اردو زبان میں جاری فرمایا۔ یہ رسالہ ۱۹۰۲ء میں جاری ہوا۔ اور تقسیم ملک کے قیامت خیز ہنگامہ تک جاری رہا۔ اب پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی والمصلح الموعود اطال اللہ بقاءہٗ و اطلع شموس طالعہ کی خاص توجہ سے قریباً چار سال کی تعویق کے بعد رسالہ انگریزی میں جاری کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا۔ تو یہ واقعہ سلسلہ کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ وہ وقت آتا ہے۔ کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں۔ تو اس وقت کے پیسہ کے برابر ہوگا" ——— پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر اس رسالہ کی اشاعت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے۔ تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں۔ تو اس قدر تعداد کچھ کم نہیں۔ بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے"

"سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اس کام کے لئے ہمت کرو خدا تعالیٰ آپ تمہارے دل میں القا کرے۔ کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دیوے" آمین

(ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۳ء)

اس رسالہ کی اشاعت کے لئے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دردبھری اپیل پر نصف صدی گذر چکی ہے۔ لیکن افسوس کہ حضور کی اس خواہش کو ہم پچاس سال کے طویل عرصہ میں بھی پورا نہیں کر سکے۔ حضور علیہ السلام نے آج سے پچاس سال قبل جماعت کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ ریویو کی اشاعت کو دس ہزار تک پہونچانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آج جب کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد میں اس وقت کی نسبت کئی گنا زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ جماعت کی ذمہ داری اس رسالے کے بارے میں کس قدر بڑھ چکی ہے۔

اس لئے احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشائے مبارک کو پورا کرتے ہوئے اپنا دست اعانت بڑھائیں۔ اور (۱) خود اس کی خریداری قبول فرمائیں (۲) غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں میں اس کے خریدار پیدا کرنے کی سعی فرمائیں (۳) دنیا کے مختلف ملکوں کی لائبریریوں اور سوسائیٹیوں اور دنیا کی بڑی بڑی مذہبی شخصیتوں خاص طور پر مستشرقین یورپ و امریکہ کو رسالہ مفت بھجوانے کے لئے عطیہ جات ارسال فرمائیں۔ کیونکہ اگر مخلصین نے ان کی خریداری کو قبول نہ کیا۔ اور اس کی اعانت نہ فرمائی۔ تو پھر وہ کون لوگ ہوں گے۔ جو اس کام کے لئے آگے بڑھیں گے۔ اور عدم توجہی کے باعث اگر یہ رسالہ خدانخواستہ بند ہو گیا۔ تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس علمی یادگار کو قائم رکھنے کے لئے احباب مندرجہ بالا باتوں کو پیش نظر رکھ کر فوری توجہ فرمائیں۔

اندرون ملک کے لئے رسالہ کی سالانہ قیمت دس روپے ہے اور باہر بھجوانے کے لئے بھی اسی قدر امداد فی رسالہ مطلوب ہے۔

خاکسار:۔ وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

---

# پتہ مطلوب ہے؟

ڈاکٹر سعید عبدالحمید صاحب ابن سید عنایت علی صاحب مرحوم لدھیانوی کا ایڈریس مطلوب ہے جو دوست ان کے ایڈریس سے آگاہ ہوں۔ وہ نظارت ہذا کو مطلع فرما دیں۔ اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے ایڈریس سے اطلاع دیں

(ناظر بیت المال ربوہ)

---

تبصرہ

# رسالہ نماز

مسائل نماز پر ۸۰ صفحات کا یہ رسالہ جناب مولوی محمد صدیق صاحب واقف زندگی (انچارج خلافت لائبریری) کی تصنیف ہے جسے حال ہی میں دفتر تالیف و تصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے شائع کیا ہے ——— اس رسالہ کا مقصد خاص طور پر ان بچوں اور طالبعلموں کو نماز جیسے اہم دینی رکن کی تفصیلات اور مسائل سے آگاہ کرنا ہے۔ جو مڈل یا اس کے برابر تعلیمی معیار رکھتے ہوں۔ اور اسی لئے کتاب کے انداز بیان کو بھی مکالمہ کا رنگ دیکر زیادہ دلچسپ اور عام فہم بنا دیا گیا ہے۔

اس چیز نے رسالہ کی افادی حیثیت کو بڑھا دیا ہے (گو بچے اس سے شاید پورا فائدہ نہ اٹھا سکیں) کہ حاشیہ میں سند کے طور پر حدیث اور فقہ وغیرہ کی ان کتب کے مکمل حوالے بھی دے دیئے گئے ہیں۔ جہاں جہاں سے درج شدہ مسائل مستنبط ہیں۔

رسالے کے سرسری جائزہ سے ہی یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مصنف نے بڑی محنت سے اپنے فرض کو ادا کیا ہے اور اپنے مقصد میں بہت حد تک کامیاب بھی ہیں ——— ہم بچوں کے والدین ان کے منتظمین اور مربیان اور خود ان سے بھی یہ سفارش کرتے

---

# درخواست ہائے دعا

(۱) خاکسار کے چار بچے مختلف جماعتوں کے سالانہ امتحانوں میں انشاء اللہ تعالیٰ شامل ہونگے۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔ نیز سب سے چھوٹا بچہ بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے دعا فرما دیں۔ (فتح محمد ثریا از کراچی)

(۲) میری اہلیہ کا اپریشن عنقریب میو ہسپتال میں ہونے والا ہے۔ تمام بزرگان جماعت اور درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے (عبدالغنی احمدی از کھارت نگر لاہور)

وصایا مندرجہ ذیل منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کرے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

**وصیت نمبر ۱۳۱۳۶** میں مسماۃ ماجدہ بیگم زوجہ منشی محمد حسین صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن حال قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵؍۱۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ جائداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔ حق مہر ۲۰۰/- روپیہ جو بذمہ خاوند ہے۔ کانٹے طلائی ایک جوڑی وزنی ۹ ماشہ۔ کانٹے طلائی وزنی ۶ ماشے۔ انگوٹھی طلائی وزنی ۹ ماشے۔ جن کا وزن ۲ تولہ ۸ ماشے ہے اور جن کی قیمت قریباً ۱۵۰/- روپیہ ہے۔ اور نقرئی زیور کی قیمت ۱۵/- روپیہ ہے۔ یہ کل جائداد ۳۶۵/- روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ علاوہ اس کے مجھے اپنے خاوند محترم کی طرف سے ماہوار جیب خرچ ۵/- روپیہ ملتا ہے۔ میں اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور حصہ آمد ماہ بماہ ادا کرتی رہوں گی۔ نیز حصہ جائداد جو ۳۶/- کے حساب سے ۳۶ روپے کی رقم میرے ذمہ ہے میں کوشش کروں گی کہ یہ رقم ایک سال تک ادا کر کے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو سکوں۔ نیز میری وفات کے وقت جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامۃ: ماجدہ بیگم۔ گواہ شد: منشی محمد حسین خاوند موصیہ ۱۵/۴/۵۳۔ گواہ شد: عبد القدیر سیکرٹری مال وصایا جماعت احمدیہ قادیان۔ گواہ شد: ملک محمود بشیر درویش کلرک نظارت بہشتی مقبرہ قادیان ۱۵/۴/۵۳

**وصیت نمبر ۱۳۱۳۸** مسماۃ سعیدہ سلیم زوجہ قاضی عبد الحمید صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور میری جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ چار صد (۴۰۰) بذمہ خاوند ہے۔ اور خاوند محترم کی طرف سے مبلغ ۵/- روپے ماہوار ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز بوقت وفات میری جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ وما توفیقی الا باللہ۔ الامۃ: سعیدہ بیگم۔ گواہ شد: قاضی عبد الحمید درویش خاوند موصیہ۔ گواہ شد: سید قریشی عطاء الرحمٰن دار المسیح قادیان

**وصیت نمبر ۱۳۱۴۰** مسماۃ کلثوم بیگم زوجہ مولوی عبد الرحیم صاحب ملکانہ انسپکٹر بیت المال قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن صالح نگر ڈاکخانہ کاگاروی ضلع آگرہ صوبہ یو پی حال قادیان جائداد حسب ذیل ہے۔ میرے پاس دو طلائی چوڑیاں اور انگشتری جس کی قیمت ۱۵۰/- حق مہر ۶۰۰/- کل ۷۵۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات کے بعد جو جائداد ثابت ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میرے ورثاء کو میری اس وقت میں دخل اندازی کا کوئی حق نہ ہو گا۔ الامۃ: کلثوم بیگم۔ گواہ شد: عبد الرحیم ملکانہ خاوند موصیہ انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد: سید قریشی عطاء الرحمٰن دار المسیح قادیان

**وصیت نمبر ۱۳۱۴۲** مسمی محمد عبد الحلیم ولد شیخ میراں صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن دیودرگ ضلع رائچور صوبہ حیدرآباد دکن۔ میری جائداد اس وقت بصورت مکان جس کی قیمت ایک ہزار سکہ ہند اور بصورت زمین جس کی قیمت ڈیڑھ ہزار روپیہ کل اڑھائی ہزار روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمد بصورت ملازمت ۹۵/- روپے سکہ ہند ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ اس کے علاوہ پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۵۳ء۔ العبد: محمد عبد الحلیم احمدی دیودرگ ۲/۳/۵۳۔ گواہ شد: محمد عبد الرحیم سیکرٹری مال۔ گواہ شد: سید ظہیر الدین منور احمد انسپکٹر بیت المال ۲/۳/۵۳

**وصیت نمبر ۱۳۱۴۴** مسماۃ منصورہ خاتون صاحبہ زوجہ چوہدری ولی احمد صاحب بنگالی قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن بریلی حال قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپیہ بذمہ خاوند۔ چوڑی طلائی دو عدد۔ کانٹے طلائی ایک جوڑی۔ انگوٹھی طلائی ۴ عدد۔ جھمکے طلائی ایک عدد۔ پاؤں کی انگوٹھی۔ گھڑی کی چین طلائی۔ ہار طلائی۔ کل زیور طلائی کا وزن آٹھ تولہ ہے۔ پازیب نقرئی ۱۰ تولہ۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اس کے علاوہ کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میں اپنی زندگی میں اگر کوئی رقم بمد حصہ جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں تو وہ رقم مجرا کر دی جائیگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ المرقوم ۱۵/۴/۵۳۔ راقم الحروف قریشی عطاء الرحمٰن سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان دار الامان۔ الامۃ: منصورہ خاتون۔ گواہ شد: مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی۔ گواہ شد: ولی احمد خاوند موصیہ

**وصیت نمبر ۱۳۱۴۵** مسمی حکیم خلیل احمد ولد مولوی محمد داؤد مظفر وزیرپوری مسلم قوم احمدی مسلمان سید پیشہ طبابت حال ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان بعہدہ ناظر تعلیم و تربیت و ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن محلہ دلاور پور ڈاکخانہ مونگھیر صوبہ بہار حال مقامی قادیان آمد ماہوار بذریعہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان مبلغ دو صد روپیہ ماہوار۔ ایک پختہ مکان محلہ دلاور پور شہر مونگھیر قیمت کا اندازہ آٹھ یا دس ہزار ایک اور مکان محلہ سعدی پور احمد آباد بھی جس کو میں نے زبیدہ بیگم کو دے دیا ہے اور انہوں نے ۳۳ میں اس کی وصیت بھی کر دی ہے۔ وصیت کا نمبر ۶۳۶۱ اس کا ذکر اس لئے کر دیا ہے تاکہ تحقیقات کے وقت شبہ نہ ہو۔ بعض مکانوں کے پاس کچھ خانہ نمبر دعا یا ہیں جس کی زمین کی ملکیت میری اور میرے سوتیلے احمدی رشتہ داروں کی ہے۔ جس کی آمدنی برائے نام ہے۔ اور یہ صرف اس امر کا ایک ثبوت ہے کہ یہ پرانا شریف خاندان ہے جس کو شاہی وقت میں جاگیریں دی گئی تھیں۔ سب برباد ہو گئیں۔ کچھ خانے رہ گئے ہیں۔ ابتدائے زمانہ سے یہ لوگ ہم رعایا ہیں۔ سالانہ دیتے رہتے ہیں جن کی مجموعی سالانہ آمدنی پندرہ یا بیس روپے سالانہ ہو گی۔ وصول ہونے پر غیر احمدی رشتہ داروں میں بٹنے کے بعد بہت حقیر سی رقم کبھی سالانہ ملتی ہے اور کبھی نہیں ملتی۔ میں نے خود اس پر کبھی زیادہ توجہ نہیں کی۔ میں اس کو شمار کر کے محکمہ وصیت کو اس الجھن میں ڈالنا چاہتا۔ اس کا ذکر اس لئے کر دیا کہ اگر کوئی رقم مجھ کو کبھی ملے گی تو اس کے بھی ۱/۱۰ کی ادائیگی کر دی جایا کرے گی۔ مکان پختہ جس کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ یہ ان دنوں کرایہ کا ماہوار مبلغ ۲۹/- روپے پر اٹھ گیا ہے۔ مکان کے ٹیکس وغیرہ ادا کرنے کے بعد جو آمدنی ہو گی اس کے بھی دسویں حصہ کی اور تمام مذکورہ بالا جائداد و آمد کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی زندگی میں اس کے ادا کرنے کی توفیق دے۔ میرے بعد میرے ورثاء کا فرض ہو گا کہ میری وصیت کے مطابق میری جائداد کی تمام رقوم کو ادا کریں۔ اور اس کے علاوہ اور بھی میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کا دسواں حصہ بہشتی مقبرہ قادیان کے دفتر میں ادا کریں گے۔ العبد: حکیم خلیل احمد ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ گواہ شد: سید جمیل احمد ابن حکیم خلیل احمد ۸/۶/۵۳۔ گواہ شد: شیخ محمد شفیع عابد کلرک نظارت تعلیم و تربیت ۸/۶/۵۳

**وصیت نمبر ۱۳۱۴۸** مسمی محمد صدیق ولد عزیز الدین صاحب قوم ارائیں عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن ننگل باغباناں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۲۷/- روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری آمد میں جو کمی بیشی ہو گی۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی یعنی میں اپنی ہر ایک قسم کی آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں کیونکہ میرے والد صاحب خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں یا ورثہ میں حاصل کروں تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میری جو جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں بھی حصہ جائداد کے حساب میں بھی کوئی جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کر کے یا کوئی رقم اس حساب میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر دوں۔ تو وہ رقم یا جائداد میری جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میں نے اس سے قبل مئی ۱۹۵۲ء میں بھی وصیت کی تھی جس کا ریکارڈ دفتر میں نہیں ملا۔ چونکہ میں اپنی وصیت پر اس وقت عملدرآمد کر رہا ہوں سو وصیت نہ ملنے کی وجہ سے میں یہ وصیت دوبارہ لکھ دیتا ہوں۔ العبد: محمد صدیق موصی۔ گواہ شد: سید عبد القادر دہلوی معاون ناظر امور عامہ۔ گواہ شد: عبد الحق ہیڈ کلرک نظارت امور عامہ قادیان

**وصیت نمبر ۱۳۱۴۹** مسماۃ سیدہ نصرت جہاں بیگم زوجہ عبد العظیم صاحب درویش تاجر کتب قادیان قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن حال قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ اس وقت میری جائداد بصورت زیور وغیرہ مبلغ ۱۵۰/- روپیہ ہے۔ اور حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۱۰۰۰/- روپیہ ہے۔ میں اپنی اس کل جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مبلغ ۱۵/- روپے ماہوار مجھے بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ سو میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اس کے علاوہ جو جائداد آئندہ کسی صورت میں میرے قبضہ میں آئے یا مرنے کے بعد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی کرتی ہوں۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراؤں گی وہ میرے مرنے پر حساب مجرا کیا جائے گا۔ الامۃ: نصرت جہاں بیگم۔ گواہ شد: محمد حفیظ بقاپوری فاضل معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔ گواہ شد: عبد العظیم بقلم خود درویش خاوند موصیہ

**وصیت نمبر ۱۳۱۵۰** مسمی محمد نجم الدین صدیقی ولد برہان الدین صاحب صدیقی قوم شیخ صدیقی پیشہ تبلیغ عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن حال سکندرآباد ضلع حیدرآباد دکن۔ میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں ہے۔ مگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں یا میری وفات پر جو میری جائداد ثابت ہو میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم اپنی وصیت جائداد کے حساب میں جمع کراؤں۔ تو وہ رقم حساب کرتے وقت حصہ جائداد میں مجرا کی جائے گی۔ میری ماہوار آمد اس وقت مبلغ ۴۰/- روپے ہے۔ میں اپنے ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی جنوری ۱۹۳۵ء میں بھی وصیت کی تھی جو دفتر کے ریکارڈ میں موجود نہیں ہے۔ اور میں چندہ اس وقت سے برابر ادا کر رہا ہوں۔ سو اب میں اس وصیت کو دوبارہ تحریر کرتا ہوں۔ العبد: محمد نجم الدین صدیقی۔ گواہ شد: دستخط خلیل الرحمٰن محرر دفتر محاسب قادیان۔ گواہ شد: دستخط قریشی عطاء الرحمٰن دار المسیح قادیان ۲۰/۱۰/۵۳

**وصیت نمبر ۱۳۱۵۹** مسماۃ ہدایت النساء بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری بشیر احمد صاحب سندھی قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر اٹھارہ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور پنجاب۔ اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ زیورات طلائی ایک جوڑی کانٹا ایک عدد ہار کل وزن ایک تولہ ۹ ماشہ قیمتی ۱۲۸/- زیورات چوڑیاں آٹھ عدد۔ پازیب ایک جوڑی وزن اندازہ چھٹانک قیمتی اندازاً ۲۷ روپے۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۷۰۰/- روپے۔ کل جائداد ۸۵۵/- روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی اس جائداد میں کوئی اضافہ کروں گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ اس کے علاوہ میرے مرنے پر جو جائداد میری ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمد اس وقت پانچ روپے ہے جو مجھے میرے خاوند کی طرف سے بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اپنی ہر قسم کی ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ الامۃ: ہدایت النساء بیگم موصیہ۔ گواہ شد: چوہدری بشیر احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد: قریشی عطاء الرحمٰن دار المسیح قادیان ۲۸/۱/۵۳

**وصیت نمبر ۱۳۱۶۲** مسماۃ ساجدہ خاتون بنت حاجی غلام جیلانی صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن محلہ بہادر گنج ڈاکخانہ شاہجہان پور یو۔ پی۔ میری جائداد غیر منقولہ کچھ نہیں۔ جائداد منقولہ زیور طلائی ہار چاندی کے جھمکے ۲ عدد ۲ تولہ۔ چوڑیاں ۳ عدد وزن ۳ تولہ۔ بندے دو عدد ۸ ماشے۔ ٹاپس ۸ ماشہ۔ انگوٹھی ۶ ماشہ۔ جن قمیص ۲ تولہ ۶ ماشہ کل وزن ۱۵ تولے۔ حق مہر واجب الوصول ۵۰۰/- روپے۔ مبلغ دس روپے ماہوار بلا تفصیل خرچ ملتا ہے۔ سونا تولہ میں اپنی جائداد مندرجہ کے آٹھویں حصہ کی ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت میری جو جائداد ثابت ہو اس کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ مالک ہو گی۔ الامۃ: ساجدہ خاتون موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد: محمد عقیل بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد: محمد صادق قریشی مونت احمدیہ ہندو محلہ بہادر گنج شاہجہانپور۔ گواہ شد: حاجی عبد القدوس خادم جماعت احمدیہ بقلم خود۔ تصدیق کنندہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاہجہانپور

**وصیت نمبر ۱۵۱۶۳** مسمی امام حسین ولد محمد قاسم صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن قصبہ ٹنڈو محمد خان صوبہ سندھ۔ میری جائداد حسب تفصیل ذیل ہے۔ ایک مکان خام پختہ سکونتی قیمتی اندازاً ۵۰۰/- روپے جس میں دو شریک ہیں برادر تاحال مقیم ہیں ہوا ہے۔ اس کے علاوہ میرا تجارتی کاروبار ہے۔ ایک دکان کریانہ کی ہے جس کی سالانہ آمدن ۲۵۰ روپے ہوتی ہے۔ اور ایک شاپ ہے جس کی آمدن بھی تقریباً ۷۵۰/- روپے سالانہ ہے۔ یہ جملہ ۵۰۰ روپے کی آمد ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر اور کوئی جائداد ثابت ہو گی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان سمجھی جائے گی۔ اور علاوہ اس کے اور کوئی جائداد اگر بعد وفات ثابت ہو گی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ العبد: امام حسین احمدی بقلم خود موصی۔ گواہ شد: عبد السلطان احمدی امیر صاحب جماعت مقام ٹنڈو محمد خان۔ گواہ شد: فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد ۲۹/۱۱

# جمہوریہ لائبیریا

لائبیریا ایک آزاد جمہوریہ ہے۔ جو افریقہ کے مغربی ساحل پر سیرالیون اور گولڈ کوسٹ کے درمیان واقع ہے۔ اس جمہوریہ کو امریکی باشندوں کی مدد سے ایک ایسی بستی کی حیثیت سے قائم کیا گیا تھا۔ جہاں آزاد شدہ غلام اپنی آزاد اور مناسب حال زندگی کی تشکیل کر سکیں۔ لائبیریا انگریزی لفظ لبرل سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی آزاد کے ہیں

امریکہ سے تارکین وطن کی سب سے بڑی تعداد یہاں پر ۱۸۲۰ء اور ۱۸۶۵ء کے درمیان آئی۔ یہ لوگ مقامی سرداروں کی دی ہوئی زمینوں پر آباد ہوئے۔ اس وقت ملک کا بیشتر حصہ جنگلوں پر مشتمل تھا۔ جس پر عہد قدیم سے رہنے والے قبائل بیرونی دنیا سے بہت کم متاثر ہوئے تھے۔

جمہوریہ لائبیریا کی تعمیر میں امریکہ سے آئے ہوئے باشندوں نے بہت سی امریکی روایات پر عمل کیا۔ چنانچہ اہل امریکہ کو اس جمہوریہ سے ہمیشہ گہری دلچسپی رہی ہے۔ اور انہوں نے اس ملک کو تیزی سے اقتصادی ترقی کرنے کے لئے مدد دیا۔ اس امداد کی بدولت لائبیریا میں کئی عمدہ عمدہ سڑکیں ایک اچھا بندرگاہ ایک بین الاقوامی شہرت کا ہوائی مستقر تعمیر کیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں ایک منظم تعلیمی نظام قائم کیا گیا ہے۔ اور کان کنی اور صنعتی کاموں کو ترقی دی جا رہی ہے۔

ایک ایسی بستی قائم کرنے کا خیال جہاں آزاد شدہ غلام آزاد زندگی گزار سکیں۔ امریکی تاریخ کے ابتدائی دور ہی میں پیدا ہو گیا تھا۔ ریاستہائے متحدہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن اعلان آزادی کے مصنف تھامس جیفرسن اور ان کے بہت سے ساتھی غلامی کی رسم کے خلاف تھے۔ یہ لوگ اس پر غور کرتے تھے۔ کہ ایسے غلاموں کو جنہیں ایک یا دو پشت قبل ہی ان کے وطن سے جدا کیا گیا تھا۔ کس طرح آزاد دنیا میں آزاد زندگی گزارنے کے قابل بنایا جا سکے۔

۱۸۰۰ء تک ایسے نیگرو امریکیوں کی تعداد ہزاروں تھی۔ جو امریکہ میں آزاد انسان کی حیثیت سے پیدا ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ ایسے افریقیوں کی بھی بڑی تعداد تھی جنہیں ان کے مالکوں نے آزاد کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں امریکی حکومت ان افریقی باشندوں کی ضامن اور محافظ تھی۔ جنہیں غلاموں کی تجارت کرنے والے غیر ملکی جہازوں سے چھڑایا گیا تھا۔ اہل امریکہ کا کہنا تھا کہ اگر ان باشندوں کو مغربی افریقہ بھیج دیا جائے۔ تو وہ اپنی اصلی بستیوں میں واپس چلے جائیں گے۔

۱۸۱۶ء میں ریاستہائے متحدہ میں "امریکی انجمن آبادکاری" قائم کی گئی۔ انجمن کا مقصد یہ تھا کہ آزاد شدہ غلام باشندوں کو ان کی مرضی سے افریقہ یا کسی ایسے مقام پر آباد کیا جائے جسے امریکی کانگرس موزوں سمجھتی ہو۔

اس انجمن کی شاخیں دوسری ریاستوں میں بھی قائم کی گئیں۔ اور پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگوں نے اسی مقصد کے لئے کافی رقم جمع کی ۱۸۲۰ء تک انجمن آبادکاری ایسے آزاد نیگرو باشندوں کی ایک جماعت تیار کرنے میں کامیاب ہو گئی جو افریقہ کے مغربی ساحل پر ایک آزاد وطن تعمیر کرنے پر تیار تھے جیمز منرو نے جو اس زمانہ میں امریکہ کے صدر تھے۔ انجمن کو ضروری سامان کی فراہمی کے لئے دو ایجنٹ مقرر کر دیئے۔ اس مقصد کے لئے جو جہاز تیار کیا گیا تھا۔ اس میں عمارت سازی کے لئے معمار بھی موجود تھے تا اپنی اپنی بستیوں کو روانہ ہونے سے قبل ان باشندوں کی عارضی رہائش کا انتظام کیا جا سکے۔ اس انتظام کے بعد ۸۸ نیگرو افریقی ساحل پر بستی قائم کرنے کے لئے امریکہ سے روانہ ہو گئے۔ لیکن یہ لوگ ایک مضر صحت مقام پر اترے جس کی وجہ سے اس پہلی مہم کے ایک تہائی افراد بیماریوں کا شکار ہو کر مر گئے۔ دوسری مہم بھی مقامی سرداروں کے خلاف ہو جانے کی وجہ سے ناکام رہی۔

اس کے بعد انجمن نے ایک نیا ایجنٹ مقرر کیا۔ یہ ایجنٹ امریکی بحریہ کے جہاز میں افریقہ پہنچا۔ اور وہاں جہاز کے کمانڈر کے ساتھ وہ "کیپ میسورادو" میں اترا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں لائبیریا کا موجودہ شہر اور صدر مقام "مونروویا" آباد ہے ان دونوں نے مل کر مقامی سرداروں سے ایک معاہدہ کیا۔ ان سرداروں نے بعض تجارتی اشیاء کے معاوضہ میں آباد کاروں کو کچھ علاقہ دے دیا۔ اور اس پر ان کے سیاسی حقوق تسلیم کر لئے۔ اس کے بعد نیگرو باشندوں کی ایک جماعت ۲۵ اپریل ۱۸۲۲ء کو وہاں پہنچ گئی۔ اور متعلقہ علاقہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ غالباً اس وقت مختصر جماعت میں کسی کے ذہن میں بھی یہ خیال نہ آیا ہو گا۔ کہ اس دن انہوں نے ایک نئی اور آزاد مملکت کی بنیاد ڈالی ہے جو تاریخ میں جمہوریہ لائبیریا کہلائے گی۔

افریقہ میں پہنچ کر چند ماہ کے اندر اندر آباد کاروں نے اپنا نظم ونسق قائم کر لیا۔ مقامی افسروں کا تقرر کیا گیا قیمتوں کے کنٹرول کا موثر نظام قائم کیا گیا۔ سرکاری عمارتوں کی تعمیر شروع کر دی گئی۔ آباد کاروں نے اپنی بستی کا نام امریکی صدر منرو کے نام پر مونروویا رکھا۔ ابتدائی سال مشکلات سے پُر تھے۔ مخالف قبائل بستی پر حملہ کرتے رہتے تھے۔ سوداگر بھی خلاف ہو گئے تھے کیونکہ ان کو یہ پسند نہیں تھا کہ [illegible] کرنے میں لائبیریا ایک آزاد حکومت کی حیثیت سے کام کرے۔ ۱۸۴۷ء میں لائبیریا کے گورنر جوزف جینکنز رابرٹس نے نہایت صفائی کے ساتھ لائبیریا کی آزادی کی وضاحت کی۔ گورنر جینکنز ایک آزاد باشندہ کی حیثیت سے امریکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے وہیں تعلیم حاصل کر کے جہاز رانی اور تجارتی اداروں کو کامیابی کے ساتھ قائم کیا تھا۔ انہوں نے اگرچہ قانونی تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن لائبیریا کی آزاد مملکت سے متعلق ان کے دلائل اب بھی ان کی قانونی مہارت کا شاہکار ہیں۔

۱۸۴۷ء میں اہل لائبیریا نے ایک قومی کنونشن کے لئے نمائندوں کا انتخاب کیا۔ اس کنونشن میں انہوں نے ایک اعلان آزادی پر دستخط کئے۔ اور دنیا کے ملکوں سے اپیل کی کہ وہ لائبیریا کو ایک آزاد اور خود مختار ریاست تسلیم کر لیں۔ کنونشن میں ریاست کے لئے ایک جھنڈا مقرر کیا گیا جو امریکی جھنڈے سے مشابہ ہے۔ ایک آئین بھی تیار کیا گیا جو امریکی آئین کے نمونہ پر ہے اس کے تحت حکومت کو عاملہ، قانون ساز اور عدالتی تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حقوق کا بل منظور کیا گیا زمین کی ملکیت کو جمہوریہ کے باشندوں تک محدود کر دیا گیا۔ اور شہریت کے حقوق صرف سیاہ فام باشندوں کو دیئے گئے۔ کنونشن کے زمانہ میں ایک برطانوی جنگی جہاز نے مونروویا پہنچ کر لائبیریا کے جھنڈے کو سلامی دی اور یقین دلایا کہ برطانیہ جھنڈے کا احترام کرے گا۔ دوسری حکومتوں نے بھی جلد ہی جمہوریہ لائبیریا کو تسلیم کر لیا۔ امریکہ نے ابراہم لنکن کے عہد صدارت میں جمہوریہ لائبیریا کو تسلیم کر لیا۔

نقل وطن کر کے امریکہ سے لائبیریا آنے کا یہ سلسلہ تقریباً ۱۸۶۷ء تک جاری رہا۔ اس وقت تک وہاں آباد ہونے والوں کی تعداد تیرہ ہزار ہو چکی تھی۔ اس کے علاوہ وہاں وہ ۵۷۲۲ افریقی بھی آ کر آباد ہوئے جنہیں جنگی بیڑے نے امریکہ سے وہاں منتقل کر دیا تھا۔ جمہوریہ لائبیریا کے صدر گورنر رابرٹس تھے جنہوں نے ۱۸۴۸ء سے ۱۸۵۶ء تک اور اس کے بعد ۱۸۷۲ء سے اپنی زندگی کے آخری ایام تک صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

# پولنگ افسر متحدہ محاذ کی طرفداری کر رہے تھے

## سرکاری طور پر تحقیقات کرانے کا مطالبہ

ڈھاکہ ۱۱ مارچ: ڈھاکہ میں پولنگ کے وقت ہونے والی بدعنوانیوں کی تحقیقات کا مطالبہ اخبار "مارننگ نیوز" اور "آزاد" نے کیا ہے۔ اخبار آزاد نے بہرحال حکومت کی اس کوشش کو سراہا ہے۔ کہ انتخابات کو غیر جانبدارانہ اور آزادانہ رکھنے کی انتہائی کوشش کی گئی ہے۔ مارننگ نیوز نے اپنے اداریہ میں الزام لگایا ہے۔ کہ سوائے چند واقعات کے پولنگ اور پریذائیڈنگ افسروں نے متحدہ محاذ کے امیدواروں کی طرفداری کی ہے۔ ان کا طریق کار یہ تھا کہ لیگی امیدواروں پر کڑی نگرانی کر کے انہیں دفاع پر مجبور رکھا۔ اور دوسری طرف دیگر پارٹیوں کو من مانی کارروائی کی گنجائش دے دی۔ یہ افسر لیگ کے خلاف سرگرمیاں دکھا رہے تھے۔ مختلف اضلاع کے ۲۳۷ مسلم نشستوں کے نتائج کا جو اندازہ پولنگ کی حالت دیکھنے کے بعد لگایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لیگ کو حسب ذیل نشستیں ملیں گی۔ اگر فرق بھی ہوا تو ادھر ادھر دو تین نشستوں کا ہو گا سلہٹ پندرہ میں سے بارہ ڈھاکہ ۲۰ میں سے ۶۔ میمن سنگھ ۳۵ میں سے ۱۵۔ فرید پور ۲۰ میں سے ۹ باقر گنج ۲۰ میں سے ۴ چاٹگام ۱۴ میں سے ۵۔ نواکھلی ۱۳ میں سے ۶۔ ٹپرہ ۲۲ میں سے ۱۱ راجشاہی ۱۴ میں سے ۷ دیناج پور ۱۰ میں سے ۵ رنگپور ۱۶ میں سے ۴ بوگرہ آٹھ میں سے ۳ پبنہ ۹ میں سے ۳ کشتیہ ۶ میں سے ۲ جیسور ۸ میں سے ۴ اور کھلنا ۸ میں سے ۴۔ اے پی پی نے خبر دی ہے۔ کہ ڈھاکہ میں پولنگ کے دوسرے روز تین علاقوں میں جو فسادات ہوئے تھے پولیس نے اس سلسلے میں ۱۰۰ افراد کو گرفتار کیا ہے۔

## گورمانی غفار ملاقات سیاسی نہیں تھی

کراچی ۱۱ مارچ: وزارت داخلہ نے ایک پریس نوٹ میں کہا ہے۔ کہ بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ لاہور میں وزیر داخلہ مسٹر مشتاق احمد گورمانی اور خان عبدالغفار خان کے درمیان سیاسی نوعیت کی بات چیت ہوئی۔ یہ خبریں بالکل بے بنیاد ہیں۔

## عراق میں کونسل آف ریجنسی کا تقرر

بغداد ۱۱ مارچ۔ شاہ عراق نے جو کل پاکستان کے دورہ پر جا رہے ہیں آج عراقی پارلیمنٹ کا اجلاس ایک ماہ کے لئے ملتوی کر دیا۔ سابق وزیر خارجہ مسٹر عبداللہ باقر کو شاہی کابینہ کا چیف مقرر کیا گیا ہے آج ایک ریجنسی کونسل بنائی گئی ہے۔ جس میں مسٹر محمد صادر صدر سینیٹ مسٹر عبدالوہاب میرجان صدر ایوان نائبین اور سینیٹر جمیل مدفعی شامل ہیں۔

## امریکی مبصروں کی واپسی کیلئے نہرو کی درخواست

نئی دہلی ۱۱ مارچ: سرکاری حلقوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بھارت سرکار باقاعدہ ایک درخواست اقوام متحدہ میں پیش کرے گی۔ کہ کشمیر سے امریکی قومیت کے مبصرین کو واپس بلا لیا جائے۔ ۲ مارچ کو پنڈت جواہر لال نہرو نے پارلیمنٹ میں بتایا تھا۔ کہ ہم امریکی مبصروں کو اب غیر جانبدار نہیں سمجھ سکتے۔ آج پنڈت نہرو پارلیمنٹ میں اس سلسلہ میں ایک اور بیان دیں گے۔ اقوام متحدہ میں بھارتی نمائندہ یہ سوال پیش کرے گا۔

— نئی دہلی ۱۱ مارچ: آج بھارت پارلیمنٹ میں نائب وزیر خارجہ مسٹر چندا نے بتایا۔ کہ کمیونسٹ چین نے تبت میں اراخ کی سرحد کے قریب ایک ہوائی اڈہ تعمیر کر لیا ہے۔

## حضرت مصلح موعود کا ارشاد

"اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے"

اگر آپ اپنے علاقہ کے جن مسلموں اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے پتے روانہ فرمائیے۔ پتے خوشخط ہوں۔ ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے

عبداللہ الٰہ دین سکندرآباد دکن

—(بقیہ صفحہ اول)—

that two medium sized arteries were cut and discharging blood. a muscle had also been cut through. The Doctor first ligatured the arteries to stop bleeding and then stitched the muscle There after he stitched the outer skin the entire operation taking more than an hour. The Surgeon will again visit Rabwah on sunday and reexamine the condition. Fever still persists and severe pain felt at every movement. Friends should continue prayers (Private Secretary)

## حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا تار

اس سے قبل آج صبح ہی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا۔

"ربوہ ۱۱ مارچ۔ لاہور کے ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا کل رات معائنہ کیا اور دیکھا کہ زخم دو انچ سے زیادہ گہرا ہے۔ حضور ایدہ اللہ کو کچھ بخار بھی ہے۔ لیکن عام حالت بہتر اور پُرامید ہے۔ حملہ آور پولیس کی حراست میں ہے۔ جو تحقیقات کر رہی ہے"۔

(مرزا بشیر احمد)

تار کا انگریزی متن:—

"Doctor Riaz Qadir from Lahore Examined Hazrat last night and found wound more than two inches deep. Hazrat also running some fever but general condition better and hopeful. assailant in police custody which investigating."

(Mirza Bashir Ahmad)

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نام

## ہز ایکسی لنسی گورنر پنجاب کا تار

لاہور ۱۱ مارچ۔ گورنر پنجاب ہز ایکسی لنسی میاں امین الدین نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نام ایک تار میں حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ ہز ایکسی لنسی نے اپنے پیغام میں لکھا ہے کہ انہیں حضرت امام جماعت احمدیہ پر بزدلانہ حملے کی خبر سنکر شدید صدمہ ہوا ہے اور وہ اپنی اس دلی خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔

### روزنامہ ڈان کی اطلاع

روزنامہ "ڈان" کراچی نے اپنی ۱۲ مارچ کی اشاعت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کے متعلق اپنے نامہ نگار مقیم لاہور کے حوالے سے حسب ذیل اطلاع شائع کی ہے۔

لاہور ۱۱ مارچ۔ آج علی الصبح جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ میں (حضرت) مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا اپریشن ہوا۔ گذشتہ شام ایک نوجوان آدمی نے آپ پر حملہ کر کے گردن میں چاقو گھونپ دیا تھا۔ مرزا صاحب کے ڈاکٹر نے مطلع کیا ہے کہ آپ کو اپریشن کی وجہ سے خفیف بخار ہے۔ لیکن آپ اب مکمل طور پر خطرہ سے باہر ہیں۔ پنجاب پولیس نے جو اس واقعہ کے فوراً بعد احتیاطی اقدامات عمل میں لائی تھی۔ صوبے بھر میں کسی مقام سے کسی ناخوشگوار واقعہ کی اطلاع نہیں دی۔

حملہ آور جسے خون آلود خنجر کے ساتھ ہی موقعہ پر گرفتار کر لیا گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ ضلع لائلپور کے گگو نامی گاؤں کا رہنے والا ہے۔ پولیس کی رپورٹ کے مطابق اس کا نام عبدالحمید ولد منصب دار ہے۔ اور عمر سترہ برس کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ کہ ملزم ربوہ میں گذشتہ روز سے دیکھا گیا تھا پولیس نے آج رات تک اس ضمن میں کسی اور گرفتاری کی کوئی اطلاع نہیں دی۔

لاہور میں آج ہر ہنگامی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے پورا انتظام کر لیا گیا تھا صوبائی دار الحکومت میں بھی رونما ہونے والی ہر صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے پولیس خاص حفاظتی اقدامات عمل میں لائی ہے۔ پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر ایس۔ این عالم نے ٹیلیفون پر "ڈان" کو بتایا کہ صوبے بھر میں حالات معمول پر ہیں۔ اور کوئی فکر کی ضرورت نہیں۔

## سرحد میں صرف ۹ فیصد لوگ پڑھے لکھے ہیں

پشاور ۱۱ مارچ: صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ سردار عبدالرشید نے آج صوبائی بجٹ پیش کرتے ہوئے صوبے کی تعلیمی حالت پر بھی روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ سرحد میں پڑھے لکھوں کی اوسط ۹ اعشاریہ ۲ فی صدی ہے۔ مردوں میں پڑھے لکھوں کی تعداد ۵ اعشاریہ ۵ فیصد اور عورتوں میں صرف ۲ اعشاریہ ۲ فی صد ہے۔

## اعلان نکاح

میرے برادر خورد عزیزم عبدالرحیم نیر مولوی فاضل کا نکاح محترم قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ صوبہ سرحد نے مورخہ ۱۲ مارچ ۵۴ء بروز جمعہ مسجد احمدیہ سول کوارٹرز میں عزیزہ بشریٰ بیگم بنت ڈاکٹر منظور احمد صاحب بھیروی مرحوم کے ساتھ پڑھا۔

دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے باعث برکت و رحمت بنائے۔

(خاکسار فضل الرحمٰن منیجر کانڈ ویڈ پشاور)

### پیارے ابا جان بقیہ صفحہ ۴

گر پڑی تھی۔ حضورؓ شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے رہے۔ اور صبر کی تلقین فرماتے رہے۔ اور فرمایا۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ اس وقت میں نے روتے روتے جانے کا اظہار کیا۔ اور اجازت طلب کی۔ حضورؓ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ اور خط لکھتے رہنے کی تلقین فرمائی۔ اس واقعہ کے ذکر پر والد صاحب نے ظاہر کیا۔ کہ حضور جب میرے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ تو یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ میرے سر سے مصیبتوں کے پہاڑ دور ہو رہے تھے۔ اور دل کو اس درجہ ٹھنڈک پہنچ رہی تھی۔ کہ میں لفظوں میں اس کا اظہار نہیں کر سکتا۔ حضورؓ بار بار فرماتے تھے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ گورداسپور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عدالت میں تشریف لے جانے کے متعلق فرمایا۔ کہ حضورؑ جب عدالت کے کمرہ میں گئے۔ تو آپؑ کے چہرہ مبارک پر اس قدر سرخی اور رعب ہوتا۔ کہ میں مسلسل دیکھ نہیں سکتا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ شیر کھڑا ہے۔ ایسا پُر رعب چہرہ میں نے حضورؑ کا دوسرے اوقات میں نہیں دیکھا۔ بلکہ آپؑ کو ہمیشہ خندہ رو اور شیریں کلام کرتے ہوئے پایا۔ (باقی)